آئینہ ہے یہ نور سرمد کا
عکس ہے یہ رخ محمد کا

البدر

چودھوین کا ہے چاند یہ البدر
فیض ہے یہ غلام احمد کا

چہ گویم با تو گر این چہار قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

اے جہان منظر خوبی باش کامدستان
آن مسیح دور آخر مہدی آخر زمان

نمبر ۲۴	ہر ایک انگریزی ماہ کی ۱-۸-۱۶-۲۴ کو دارالامان قادیان سے شایع ہوتا ہے	جلد ۳

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور آپکی جماعۃ کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفی ما را امام و مقتدا
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست — بادہ عرفان ما از جام اوست
مہر او باشیر شد اندر بدن — جان شد و باجان بدر خواہد شدن
ما از و نوشیم ہر آبی کہ ہست — روشدہ سیراب سیرابی کہ ہست
ما از و یابیم ہر نور و کمال — وصل دلدار ازل بی او محال
از ملائک و از خبرہای معاد — ہرچہ گفت آن مرسل رب العباد
معجزات او ہمہ حق اند و راست — منکر آن مورد لعن خداست
بہر او از جان و دل ایمان ماست — ہر کہ انکاری کند از اشقیاست

اندرین دین آمدہ از مادریم — ہم برین از دار دنیا بگذریم
آن رسولی کش محمد ہست نام — دامن پاکش بدست ما مدام
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام
آنچہ ما را وحی و ایمائی بود — آن نہ از خود از ہمان جائی بود
اقتدائی قول او در جان ماست — ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
آن ہمہ از حضرت احدیت است — منکر آن مستحق لعنت است
معجزات انبیاء سابقین — آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
یکقدم دوری ازان روشن کتاب — نزد ما کفر است و خسران و تباب

دس شرائط بیعت

اول۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آیندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جاوے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم۔ یہ کہ جھوٹھ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت انکا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم۔ یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کی پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا۔

چہارم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم۔ یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا۔ اور بہرحالت راضی بقضاء ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اسکی راہ میں طیار رہیگا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا۔ بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

(ششم) یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہواوہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔

(ہفتم) یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔

(ہشتم) یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

(نہم) یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔

(دہم) یہ کہ اس عاجز سے عقدہ اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ ...

وہ الفاظ جنہیں حضرت اقدس بیعت کرتے ہیں ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے ہیں اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ (سہ بار) آج میں احمد کے ہاتھ پر ان تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا۔ اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور **دین کو دنیا پر مقدم** رکھونگا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ (سہ بار) رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں

(پھر اس کے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کیلئے دعا کرتے ہیں۔)

نوٹ۔ بیعت کا اشتہار حضرۃ امام الزمان نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دیا تھا۔ نومبر و دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء تک اسی پر سال ہوئے ہیں جبکہ البدر آپکے معنوں کی ساتھ اس چہاردہم سال کی یادگار میں جو انکی فتح و نصرت کا زمانہ ہے۔ قادیان سے طلوع ہوا ہے

رسید زر لغایت ۲۴ جون سنہ ۱۹۰۴ء و ۱۰ جولائی

جن اصحاب کی رسید زر بابت اخبار آج تک شایع نہیں ہوئی وہ کم از کم اس مہینہ کے حوالہ سے جسمیں اونہوں نے روپیہ ارسال کیا ہے۔ کارخانہ کو اطلاع دین۔ ورنہ بصورۃ سکوۃ ہم ذمہ وار نہونگے۔ مینیجر۔

میان روشن دین صاحب جموں	۲ر	میان سلطان احمد صاحب جوہر	۲ر
میان جان محمد صاحب جہلان	۲ر	میان محمد حیات صاحب سکھر	۳ر
میان جمال دین صاحب سیکھوان	۲ر	میان رحیم بخش صاحب الہ آباد	ہ ر
بابو عبد الرحمان صاحب شملہ	۲ر	غلام طاہر صاحب اٹاوہ	۲ر
محمد رمضان صاحب لودھران	للعہ	محمد شریف صاحب صوابی	۲ر
میان عیدو صاحب منی پور آسام	۲ر	میان نور محمد صاحب منی پور آسام	۲ر

نوٹ جن ناموں پر × نشانات ہین۔ انکی قیمت ابتدا ء جون مین وصول ہوئی۔ مگر درج سے رہگئی تہی۔ اس لئے اب شایع کیجاتی ہی

لغائت ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء

میان خداداد صاحب میانمیر	عہ	فضل حق صاحب پٹیالہ امدادی چندہ	۲ر
عبد العزیز صاحب سپاہی راولپنڈی	۲ر	غلام علی صاحب چھوکر	۲ر
میان رحمت اللہ صاحب بنگہ	عہ	مولوی احمد شاہ صاحب جالندہر	۲ر
بابو عبد الہادی صاحب سپانو	عہ	جلال الدین صاحب زرگر لاہور	ہ ر
مرزا یعقوب بیگ صاحب	ہ ر	مرزا رحم علی صاحب	۸ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ایک واقعہ کا اظہار برائے خدا اسے ضرور پڑہو

گورداسپور کی عدالت مین ایک مقدمہ مولوی کرم دین مستغیث کیطرف سے اس راقم پر دائر ہے۔ اور ایک مقدمہ میرے ایک مرید یعنی شیخ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم کیطرف سے مولوی مذکور پر دائر ہے۔ اصل اور جڑھ ان مقدمات کی یہ ہے۔ کہ ماہ جولائی واگست سنہ ۱۹۰۲ء مین کرم دین کیطرف سے خطوط میرے نام اور میرے مرید حکیم فضل الدین کے نام پہونچے۔ اور ان خطوط کے ذریعہ ہمین اطلاع دی۔ کہ جو کتاب پیر مہر علیشاہ گولڑوی نے میری کتاب اعجاز المسیح کے رد میں لکہی ہے۔ دراصل اسمین پیر مذکور نے سارقانہ کارروائی کی ہے۔ اور ایک شخص مسمی محمد حسن فیضی متوفی کے نوٹون کو چرا کر اپنی کتاب مین وہ نوٹ اپنے نام پر درج کر دئے مین۔ اس کے ثبوت مین مولوی کرم الدین نے وہ کارڈ بھی ہم کو بھیج دیا۔ جو پیر مہر علی نے مولوی مذکور کے نام گولڑہ سے بہیجا تھا۔ اور جس مین پیر مذکور نے محمد حسن کے نوٹون کو اپنی کتاب مین درج کرنے کا اعتراف کیا۔

یہ خطوط مجھے ایسے وقت ملے۔ جبکہ مین کتاب نزول المسیح لکہہ رہا تھا۔ سو وہ خطوط مین نے کتاب نزول المسیح مین درج کئے۔ ایسا ہی ایڈیٹر الحکم اخبار نے بھی اُن خطوط کی بنیاد پر ایک مضمون اپنے اخبار مین معہ نقل خطوط درج کیا۔ اخبار الحکم کے جواب مین ایک مضمون مولوی کرم الدین کے نام سے سراج الاخبار جہلم مورخہ ۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء اور ایک قصیدہ مولوی مذکور کیطرف سے سراج الاخبار مورخہ ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء مین شایع کیا۔ جسمیں اس نے یہ ظاہر کیا۔ کہ یہ خطوط جعلی اور جہوٹے ہین۔ اسمین یہ بھی لکہا کہ مرزا غلام احمد یعنی راقم کی ملہمیت کی آزمایش کیلئے مین نے اُسے دہوکا دیا۔ اور خلاف واقعہ خطوط لکہو اور لکہائے۔ اور ایک خام نویس طفل کے ہاتہ سے نوٹ لکہا کر ان کو محمد حسن فیضی کے نوٹ ظاہر کیئے۔ پھر اس دہوکے کے ذریعہ چند روپے بھی حاصل کئے۔ اور راقم مضمون نے صرف اسی پر اکتفا نکیا۔ بلکہ سراج الاخبار کے ان مضامین مین میری نسبت سخت الزام لگائے۔ اور یہ شایع کیا۔ کہ گویا مین جو بحیثیت ایک مامور من اللہ اور مصلح ہونے کے ایک کام کر رہا ہون۔ یہ تمام کام میرا مکر وفریب ہے۔ اور گویا مین اپنے دعوے مین کذاب اور مفتری ہون۔ پس چونکہ یہ تحریر اسکی میری ایک کثیر جماعت پر جواب خدا تعالی کے فضل سے دو لاکہہ سے بھی زیادہ ہے۔ بہت ہی برا اثر ڈالتی تھی۔ اور پبلک کی نگاہ مین مجھے جعلساز اور فریبی اور قوم کو دہوکہ دینے والا اور سخت بدچلن قرار دیتی تھی۔ اور اس بے جا حملہ سے ہزارون آدمیون کی روحانیت کا خون ہوتا تھا۔ اس لئے مین نے اس خطرناک حملہ کا دفعیہ ضروری سمجہا۔ سو اگرچہ شرعاً و قانوناً اس وقت میرا حق تھا کہ مین اپنی بریت ثابت کرانے کے لئے ازالہ حیثیت عرفی کا مدعی ہو کر عدالت کیطرف رجوع کرتا۔ لیکن مین نے صبر کیا۔ اور منتظر رہا۔ کہ مولوی کرم الدین خود اس مضمون کی تردید کرے۔ لیکن جب تین ماہ سے زیادہ گذر گئے۔ اور اس نے کوئی تردید نہ کی۔ تو مین نے اس تہمت کو اپنے پر سے دور کرنے کے لئے اسقدر کافی سمجہا۔ کہ اپنی کتاب مواہب الرحمان مین جو کرم دین کے مضامین کے تین ماہ بعد شایع ہوئی۔ اسقدر اشارہ کر دون۔ کہ یہ شخص جو مجھہ پر الزام لگانے والا ہے اور میری اہانت کرتا ہے۔ خود ہی کذاب اور کمینہ اور بہتان کا مرتکب ہے۔ یہ الفاظ دراصل وہی تھے۔ جن کا مصداق وہ خود اپنے آپ کو سراج الاخبار مین کنایتاً و صراحتاً ظاہر کر چکا تھا۔ اور مان چکا تھا۔ کہ مین نے دہوکہ دیا۔ دغا دیا۔ خلاف واقعہ خطوط لکہائے۔ جعلی دستخط بنوائے۔ اور جہوٹ کی تعلیم دی۔ وغیرہ وغیرہ۔

مناسب تھا۔ کہ یہ شخص خاموش رہتا۔ مگر اس نے ایسا نہ کیا۔ اور میرے پر ازالہ حیثیت عرفی کی نالش کر دی۔ اگر مولوی کرم الدین بجائے ان بیجا تہمتون اور الزامون کے جو اُس نے اپنے مضمون مندرجہ سراج الاخبار میں میرے پر لگائے۔ اور خلاف واقعہ واقعات مجہہ پر چسپان کر کے مجھے جعلساز اور دہوکہ باز ٹھہرایا۔ میرے پر تلوار چلا کر کوئی عضو میرا کاٹ دیتا۔ تو مجھے اس خدا کی قسم ہے۔ جو میرے دل کو دیکھتا ہے۔ کہ مین پھر بھی اسے معاف کر دیتا۔ اور کسی کے کہنے کی مجھے حاجت نہوتی۔ کہ مین اس سے صلح کر لون اور اُس کا گناہ بخش دون۔ لیکن اے ناظرین جو لوگ مصلح قوم بنکر خدا تعالی کی طرف سے آتے ہین۔ وہی ان مشکلات کو جانتے ہین۔ کہ ایسے بیجا الزام جو پبلک پر برا اثر ڈالنے والے ہین۔ وہ اُنکے نزدیک تصفیہ کے لائق ہوتے ہین۔ اور جب تک وہ الزام اُن کے سر پر سے پبلک کی نظر مین معدوم نہ ہولین۔ تب تک وہ اس بات کو پسند نہیں کر سکتے۔ کہ ایک گول مول مصالحت کر کے وہ داغ ہمیشہ کے لئے اپنے سر پر رکھین۔ یوسف علیہ السلام جو ایک نبی تھا۔ اُسپر ایک جہوٹا الزام اقدام زنا لگا کر اس کو قید کیا گیا اور پھر مدت کے بعد معافی دیگئی۔ تو اس نے اس معافی کو قبول نہ کیا۔ حالانکہ نائب السلطنت کا عہدہ بھی ملتا تھا۔ بلکہ صاف کہا۔ کہ جب تک زنا کی تہمت سے میری بریت نہو۔ مین زندان سے باہر قدم رکہنا نہین چاہتا۔ اسی طرح اگر ایک دنیادار پر بھی ایک جہوٹا الزام دغا یا خیانت مجرمانہ کا لگایا جاوے۔ تو گول مول مصالحت پر راضی نہیں ہوتا۔ لیکن بعض خیر خواہان قوم نے اس بات پر زور دیا۔ کہ فریقین مین مصالحت ہو جاوے۔ یہانتک کہ اس ضلع اور قسمت کے بعض نیک دل اور دور اندیش اعلی افسران اور حکام نے بھی اپنی رضامندی اسپر ظاہر کی۔ کہ مین اس مستغیث سے صلح کر لون۔ خود صاحب مجسٹریٹ نے جنکی عدالت میں یہ مقدمہ ہے۔ اپنی شریفانہ عادت اور نیک نیتی سے صلح پر پسندیدگی ظاہر فرمائی

اس موقعہ پر منشی غلام حیدر خان صاحب تحصیلدار پنڈ دادنخان نے بھی جو بطور شہادت اس مقدمہ مین تشریف لائے تھے۔ مصالحت کے لیے کوشش کی۔

ان تمام بزرگون کی ترغیب اور دلی خواہش نے مجھے اس غور و فکر میں ڈالا۔ کہ اب صلح کیونکر ہو آخر میں نے یہ جوابدیا۔ کہ اگر مستغیث یعنی مولوی کرم الدین خدا تعالی سے ڈر کر عدالت مین یہ اقرار کر دے۔ کہ خطوط محولہ مقدمہ اور مضمون سراج الاخبار مورخہ ۶ اکتوبر ۱۹۰۲ء و تیرہ اکتوبر ۱۹۰۲ء اسی کے ہیں۔ اور ہماری جعلسازی نہیں تو پھر مین اس سے صلح کرلونگا۔ کیونکہ پبلک کے سامنے میری بریت کے لئے یہ اقرار کافی ہوگا۔ اور مجھ سے الزام جعلسازی کا دور ہو جاوے گا۔ لیکن مولوی کرمدین نے اس بات کو نہ مانا۔ پھر صلح کے لئے یہ دوسری تجویز سوچی گئی۔ کہ مولوی کرم الدین اور میری طرف سے دو پرچے علیحدہ علیحدہ لکھے جاوین۔ میری طرف کے پرچہ مین ذکر ہو۔ کہ مین خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون۔ کہ مین نے الفاظ کذاب۔ بہتان و لئیم مولوی کرمدین کیمتعلق یہ یقین کر کے لکھے تھے۔ کہ خطوط محولہ مقدمات اور مضامین مندرجہ سراج الاخبار ۶ و ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء مولوی کرم الدین کے ہین۔ اور مین دعا کرتا ہون کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو۔ اسی طرح کرم الدین یہ تحریری بیان پیش کرے۔ کہ مین خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون۔ کہ خطوط محولہ مقدمات جو میری طرف سے ظاہر کئے گئے۔ اور مضمون سراج الاخبار مندرجہ ۶ و ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء جو میرے نام پر اخبار مین شایع ہوئے ہین۔ میرے نہیں ہین۔ اور مین دعا کرتا ہون۔ کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو

یہ ہر دو مسودے منشی غلام حیدر خانصاحب نے اپنی قلم سے لکھے اور ان مسودون کو جناب شیخ خدابخش صاحب ڈسٹرکٹ جج کے پاس میرے وکیل خواجہ کمال الدین صاحب کے ہمراہ لے گئے۔ کیونکہ شیخ صاحب موصوف نے ہمدردی قوم کے لحاظ سے بہت سا اپنا قیمتی وقت اس مصالحت کی انجام دہی مین خرچ کیا۔ اور کوشش بلیغ فرمائی۔ مصالحت کرانیوالون نے مسودہ مجوزہ کو پسند فرما کر کہا۔ کہ یہ مسودہ اب کسی طرح قابل اعتراض نہیں۔ البتہ اس مین لفظ لعنت ثقیل ہے۔ اس کو کسی طرح بدل دیا جاوے۔ راقم نے اسپر بھی رضامندی ظاہر کی۔ اور بجائے لفظ لعنت کے مسودہ کی صورت حسب ذیل تجویز کر دی۔ کہ مین اس مقدمہ کو انصاف کے لئے خدا تعالی کی عدالت مین سپرد کرتا ہون۔ لیکن جب یہ مسودہ مولوی کرمدین کے پاس پیش کیا گیا۔ تو اس نے منظور نہ کیا اور یہ عذر پیش کیا۔ کہ مین قسم نہیں کھاتا۔ حالانکہ عدالت مین بھی بیان اس کا حلفیہ ہو چکا تھا۔ اور جب اس کے حلفیہ بیان کی مصدقہ نقل دکھلا کر اسکو کہا گیا۔ کہ تم نے جب عدالتین روبرو دے رائے۔ چندو لعل صاحب مجسٹریٹ حلفیہ بیان باقرار صالح دیا کہ نہ مین نے یہ خطوط لکھے ہین۔ اور نہ سراج الاخبار کے مضامین میرے ہین۔ تو پھر وہی حلفیہ بیان اب دینا ہے اس پر مولوی موصوف نے کہا۔ کہ وہ ایک مجبوری تھی۔ و الا بلا ضرورة اشد قسم کھانا جائز نہین۔ اسلئے مین قسم نہین کھاتا۔ آخر یہ تجویز ہوا کہ بجائے خدا کی قسم کے اقرار صالح لکھا جاوے۔ اس تجویز پر ذیل کا مسودہ تجویز کیا گیا۔ کیونکہ پہلا بیان مولوی مذکور کا باقرار صالح تھا۔

مین اقرار صالح سے سچ سچ اپنے ایمان سے خدا تعالی کے حضور مین بیان کرتا ہون۔ کہ خطوط محولہ مقدمہ جن سے مین نے انکار کیا ہے۔ اور مضمون سراج الاخبار ۶ اکتوبر اور تیرہ اکتوبر ۱۹۰۲ء جس سے مین انکاری ہون در حقیقت وہ خطوط اور وہ مضامین ہرگز ہرگز میری نہیں ہین۔ اگر مین اپنے اس بیان مین جھوٹا ہون۔ تو انصاف کیلئے اپنے اس معاملہ کو خدا کی عدالت کے سپرد کرتا ہون“ اس مسودہ پر یہ اعتراض مولوی مذکور نے کیا۔ کہ الفاظ ”خدا کے حضور مین وغیرہ وغیرہ“ بھی قسم ہے۔ صرف لفظ اقرار صالح رکھا جاوے۔ اور معاملہ کی تصریح نہ کیجاوے۔ آخر کار بہت بحث کے بعد جو آخری مسودہ بتاریخ ۱۱۔ ماہ جون پیش کیا گیا وہ حسب ذیل لکھا جاتا ہے۔

”مین کرمدین باقرار صالح بیان کرتا ہون۔ کہ خطوط جو میرے نام میرزا غلام احمد صاحب اور حکیم فضلدین کو بھیجے ہین۔ اور مضامین جو ۶ اکتوبر اور تیرہ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو میرے نام پر سراج الاخبار مین شایع ہوئے۔ وہ میرے نہیں۔ اور اگر میرا یہ بیان خلاف واقعہ ہے۔ تو مین بغرض انصاف اس معاملہ کو خدا تعالی کی عدالتمین سپرد کرتا ہون“۔ اس کے مقابل راقم نے مضمون ذیل منظور کیا۔

نوٹ) یاد رہے۔ کہ کرمدین نے عدالت مین اپنے حلفیہ بیان مین انکار کیا۔ کہ نہ خطوط اس نے بھیجے ہین۔ اور نہ سراج الاخبار ۶ اور ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء مین اس نے وہ مضمون لکھے۔ جو اس کے نام پر شایع ہوئے۔

نوٹ) یہ بالکل غلط ہے۔ کہ اسلام مین قسم کھانا منع ہے۔ تمام نیک انسان مسلمانون مین سے ضرورتونکے وقت قسم کھاتے آئے ہین صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی ضرورتونکے وقت قسم کھائی ہے۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بارہا قسمین کھائین۔ خود خدا تعالی نے قرآن مین قسمیں کھائی ہیں۔ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتمیں مجرمونکو قسمیں دلائی گئین۔ قسمون کا قرآن شریف مین بھی ذکر ہے۔ شریعت اسلام مین جب کسی اور ثبوت کا دروازہ بند ہو۔ یا پیچیدہ ہو۔ تو قسم پر مدار رکھا جاتا ہے۔ اور صحیح البخاری جلد چہارم کتاب الحدود صحیح الکتب ہے۔ اسمین لکھا ہے کہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب کر کے قسم کھا کر فرمایا کہ مسیح موعود جو آنیوالا ہے۔ جو تمہارا امام ہوگا۔ وہ تم ہی مین سے ہی ہوگا۔ یعنی اسی امت مین سے ہوگا۔ آسمان سے نہین آئیگا۔ پھر صحیح بخاری جلد نمبر ۴ صفحہ ۱۰۶ مین آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسمون کا ایک باب باندہا ہے۔ اس باب مین بہت سی قسمیں آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھی ہین جو دس سے کم نہین۔ ایسا ہی صحیح نسائی جلد ثانی صفحہ ۱۳۰ کتاب الایمان و النذور مین صفحہ ۱۳۹ تک آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسمون کا ذکر ہے۔ قرآن شریف مین اللہ تعالی فرماتا ہے۔ یستنبئونک احق هو۔ قل ای و ربی انه لحق۔ یعنی تجھ سے پوچھتے ہین۔ کہ کیا یہ حق ہے۔ کہہ مجھے خدا کی قسم ہے۔ کہ یہ حق ہے ایسا ہی قرآن شریف مین یہ آیت ہے۔ واحفظوا ایمانکم یعنی جب تم قسم کھاؤ۔ تو جھوٹ اور بد عہدی اور بدنیتی سے اپنی قسم کو بچاؤ۔ ایسا ہی قرآن شریف مین یہ آیت بھی ہے اربع شهادات بالله انه لمن الصادقين والخامسة ان لعنة الله عليه ان كان من الكاذبين۔ یعنی شخص ملزم چار قسمیں خدا کی کھائے۔ کہ وہ سچا ہے۔ اور وہ پانچوین قسم مین یہ کہے۔ کہ اسپر خدا کی لعنت ہو۔ اگر وہ جھوٹا ہے۔ اب دیکھو۔ کہ اسجگہ نہ ایک قسم بلکہ ملزم کو پانچ قسمیں دیجاتی ہین۔ ہان قرآن شریف کی رو سے لغو یا جھوٹی قسمیں کھانا منع ہے۔ کیونکہ وہ خدا سے ٹھٹھا ہے۔ اور گستاخی ہے۔ اور ایسی قسمیں کھانا بھی منع ہے۔ جو نیک کامون سے محروم کرتی ہون جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی۔ کہ مین آئندہ مسطح صحابی کو صدقہ خیرات نہیں دونگا۔ تو اسپر یہ آیت نازل ہوئی۔ ولا تجعلوا الله عرضة لايمانكم ان تبروا و تتقوا۔ یعنی ایسی قسمیں مت کھاؤ۔ جو نیک کامون سے باز رکھیں۔ یہ وہ آیت ہے۔ جو مولوی کرمدین نے پڑھکر کہا۔ کہ قسم کھانا درست نہیں۔ تفسیر مفتی ابو سعود مفتی روم میں زیر آیت ولا تجعلوا الله

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میں نے جو الفاظ کرم دین کے متعلق کذّاب۔ بہتان و لئیم کے لکھے ہیں۔ یہ یقین کر کے لکھے ہیں۔ کہ خطوط محولہ اشتہارات کا لکھنے والا اور اخبار سراج الاخبار مورخہ ۶ر اکتوبر اور ۱۳ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء کا لکھنے والا مولوی کرم دین ہی ہے۔ اور میں دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ جھوٹے پر لعنت ڈالے۔

جب یہ مسودے حسب اجازت صاحب مجسٹریٹ مولوی کرم دین کو دکھلائے گئے۔ تو اُس نے کہا۔ کہ الفاظ خطوط اور اخبار وغیرہ کا ذکر نہ کیا جاوے۔ اور ایسا ہی خدا کی عدالت میں انصاف کے لئے سپردگی بھی نکالدی جاوے۔ اور کوئی عذر ترجیح نہ کی جاوے۔ جسکی وجہ وہ یہ بتاتا تھا کہ میرے برخلاف پیشگوئیاں کیجائیں گی۔ سو اس کے متعلق بھی شرط مان لی گئی تھی تا کہ مصالحت ہو جاوے۔ لیکن وہ کسی پہلو پر نہ آیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ مصالحت میں قطعی نا امیدی ہو کر مقدمہ عدالت میں شروع ہو گیا۔ مجھے اس اشتہار کو جس میں صرف سادے اور سچے واقعات لکھے گئے ہیں۔ اشاعت کرنے کی یہ ضرورت پیدا ہوئی کہ تا کہ ان نیک دل اور نیک نیت عالی حکام کو واقعات سے اطلاع ہو جاوے جنہوں نے نہایت ہمدردی اور شفقت سے جو ان کو میرے خاندان سے ہے۔ مجھے اس وجہ کہلا بھیجا۔ کہ میں مصالحت کرلوں۔ نیز ان پر روشن ہو جاوے۔ کہ کون فریق ہم میں سے مصالحت سے کنارہ کش ہے۔ مجھ پر الزام خطوط کی جعلسازی کا۔ اور دیگر ناجائز الزامات سراج الاخبار میں لگائے گئے۔ جس کے دفعیہ کے لئے میں نے کوئی چارہ جوئی عدالت میں نہیں کی۔ بلکہ دفعیہ میں [illegible] کتاب میں لکھدیا۔ کہ میری آبرو ریزی کرنے والا مجھ پر بہتان باندھتا ہے۔ اور میرا توہین کنندہ کذاب ہے۔ اور اس کے یہ فعل کمینوں کے ہیں۔ جس پر میں عدالت میں کھینچا گیا۔ میں نے حکام اور اپنے بزرگان قوم کی ہمدردی کی قدر کر کے یہی پسند کیا۔ کہ ان الزامات جعلسازی وغیرہ کی بریت اگر عدالت سے نہ ہو سکے۔ تو پھر خدا کی عدالت سے کراؤں۔ اور معاملہ کو طے کروں۔ البتہ گول مول مصالحت پر میں راضی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا میں پھر اپنی رضامندی ظاہر کرتا ہوں۔ کہ اگر فریق ثانی مذکورہ بالا بیان عدالت میں دینے کو تیار ہو۔ تو بالمقابل میں اس قسم کا بیان دینے کو تیار ہوں۔ اور اسی دن ہر دو مقدمات داخل دفتر ہو سکتے ہیں۔ میں نے اپنی بیان کو ارادتاً سخت سے سخت اپنے لئے تجویز کیا ہے۔ یہ اشتہار اس لئے بھی شائع کیا گیا ہے۔ کہ واقعات متعلقہ مصالحت جو ہوئے ہیں اُنکے متعلق کوئی غلط بیانی نہ ہو

المشتہر

میرزا غلام احمد۔ رئیس اعظم قادیان

ضلع گورداسپور پنجاب

۱۴ر جون سنہ ۱۹۰۴ء

عرضۃ لایمانکم لکھا ہے۔ کہ عرضہ اسکو کہتے ہیں کہ جو چیز ایک بات کی کرنے میں حاجز اور مانع ہو جاوے۔ اور لکھا ہے کہ آیت ابوبکر صدیق کی حق میں ہے۔ جبکہ انہوں نے قسم کھائی تھی کہ مسطح کو جو صحابی تھے بباعث شراکت اسکی حدیث افک میں کچھ خیرات نہیں دونگا پس خدا تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ ایسی قسمیں مت کھاؤ۔ جو تمہیں نیک کاموں اور اعمال صالحہ سے روکدیں نہ یہ کہ معاملہ متنازعہ جس سے طے ہو

پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کی توجہ کے لائق

عالم بے عمل کو شجر بے ثمر سے مثال دیا کرتے ہیں یہی حال پیسہ اخبار کے ایڈیٹر صاحب کا ہے۔ آپ نے ۸ر جولائی کے روزانہ میں "اخبار اور ہمارا طرز عمل" کے عنوان سے ایک آرٹیکل دیا ہے جس میں اخباری ایجاد کا فخر اسلام کیلئے ثابت کیا ہے...... مضمون نگار کے اس حصہ تک ہم انکے ثناخوان ضرور ہیں۔ اور چونکہ یہ ایک علمی بات ہے جس سے اسلام کی عظمت اخباری دنیا میں ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے مضمون کے اس حصہ کو ہدیہ ناظرین کرنا بہت مناسب ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

"اخبار کے مغربی محقق کہہ رہے ہیں۔ کہ اخباری ایجاد کا سب سے پہلا حق چین کو حاصل ہے۔ ہزار برس کی عمر کا پہلا پرچہ چین میں موجود ہے۔ اس کے بعد انگلستان فرانس جرمن امریکہ کے اخبارات اور ان کی ترقیات کی داستانیں بیان کیجاتی ہیں۔ جو بیشک ان ملکوں کیلئے قابل فخر و مباہات ہیں۔ لیکن جب میں اپنی قوم کی پراگندہ تاریخ اور اس تاریخ کی منتشر اوراق اور ان اوراق کی پریشان صفحات کو دیکھتا ہوں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ در حقیقت اس فن کے موجد مسلمان ہیں۔ جنہوں نے اس فن کو فن اور تفنن کے درجہ سے بڑھا کر علم کے رتبہ پر پہونچا دیا۔ اور وہ "علم اخبار" کے نام سے موسوم ہوا۔ اور جب چین کا پہلا پرچہ نکلا۔ تو مسلمانوں کے یہاں تین سو برس کے فائل موجود تھے اور چونکہ اخبار کی ترتیب اور تدوین کو کارپردازوں۔ نامہ نگاروں خوشنویسوں۔ ایڈیٹروں شائع کرنیوالوں خریداروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ سب چیزیں اخبارات کیلئے لازمی ہیں۔ پس اب دیکھنا چاہیئے۔ کہ مسلمانوں نے کارپردازی کے فرائض کس سچائی اور محنت اور جانفشانی سے پورا کیا ہے۔ کہ وہ آپ ہی اپنا نظیر پائے جاتے ہیں۔ ایک ایک خبر کی لینے اور ایک ایک خبر (حدیث) یا مسئلہ کے تحقیق و تصدیق کو انہوں نے پاؤں میں چیتھڑے باندھکر سینکڑوں کوس کے خوفناک وادی چٹیل میدان۔ اور ریگستانی اور کوہستانی قطعات طے کئے۔ اور طرح طرح کے مصائب برداشت کر کے اپنے فرائض پورے کئے ہیں۔ پھر ان کو علامہ ایڈیٹروں نے اس لاثانی طریق سے جانچا۔ اور ایک ایک بات کی ایسی مکمل چھان بین کی ہے۔ کہ وہ آج کل کی عام دنیا کو قابل قدر اور تمام دنیا کے مسلمانوں کو لائق فخر ہے اور نامہ نگاروں میں وہ نام پاجائینگے جن کے خیالات و مقالات نے مسلمانوں کی اخباری دنیا میں علم و فلسفہ کی روح پہونکدی ہے اور مذہب کے ایک مسئلہ کو فلسفہ و تمدن کی کانٹے میں تول کر دکھا دیا ہے۔ اسمیں بال برابر کا فرق نہیں۔ پھر انکی کاپیاں لکھنے کو ایسے کاتب اور خوشنویس نظر آتے ہیں۔ کہ ان کا شوق اور انکا پیشہ انکے ہاتھوں کاغذ پر جواہرات کی بھی کاریگری کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ کاپیاں اتنی صحیح ہیں کہ آج چھاپہ کو وہ اعتبار نہیں اور شائع کرنیوالوں کی دوکانوں پر ہر قسم کے مال کا انبار لگا ہوا ہے اور چاروں طرف کے خریدار اپنی اپنی مذاق اور اپنی اپنی ضرورت کا سامان تلاش کر رہے ہیں کتابوں کی گرانی ہے۔ مگر علم کی ارزانی ہے۔ بخلاف اس زمانہ کے کہ کتابوں کی ارزانی ہے۔ اور علم کی گرانی ہے۔"

لیکن ہمیں افسوس ہے۔ تو صرف محبوب عالم صاحب کی گری ہوئی اخلاقی حالت کا ہے کہ وہ دوسروں کو تو نصیحت کرتے ہیں۔ اور آپ خود اس پر عمل نہیں کرتے اس آرٹیکل میں سلف کے مسلمان کارپردازوں کی سچائی اور محنت اور جانفشانی جو انہوں نے ایک ایک خبر اور مسئلہ کی تحقیق و تصدیق میں کی۔ اور علامہ ایڈیٹروں کے لاثانی طریق کی جانچ اور پڑتال اور چھان بین کو پیش کر کے زمانہ حال کے اہل اسلام اخبار نویسوں کو اس طرح سے ملزم کیا ہے۔

"کہ اب اسی علم اخبار کو مسلمانوں نے ایسا ستیاناس کیا ہے کہ وہ مذہبی کی حد تک پہونچ چکا ہے۔ اگر آج ان کو اپنے اصول اخبار پر قابو ہوتا اور وہ اخبارات کو اس اصول کی پابندی کے کام میں لاتے۔ تو ان سے زیادہ کوئی قوم اس سے فائدہ اٹھانے والی نہ ہوتی۔ اور یہ ایک بڑی طاقتوں کے مالک ہوتے۔ مگر افسوس کہ وہ اپنا اسلامی سبق بھول [illegible]" اس کے آگے چلکر مسلمان اخبار نویسوں کو آپ سبق دیتے ہیں کہ اپنی بات کی تصدیق یا مزید اعتبار یا اپنے اوپر سے ذمہ داری کا اٹھانے کو دوسرے کا حوالہ دینا چاہئے تاکہ عام دنیا کو معلوم ہو جاوے۔ کہ اس خبر کا راوی کس درجہ کا شخص یا کس رتبہ کا اخبار ہے۔ اور سلسلہ خبر اپنے ٹھیک مقام پر پہونچ سکے۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ جن باتوں کی تعلیم محبوب عالم صاحب آپ دوسرے ہمعصروں کو دینا چاہتے ہیں کیا آپ خود بھی اسکے پابند ہیں۔ اخباروں میں جو نوٹ وہ کرتے ہیں کیا اسوقت وہی خشیۃ اللہ اور عقبیٰ کا ڈر موجود ہوتا ہے۔ جو احادیث یعنی اخبار نویسی کے وقت ان متقی اکابرین اسلام میں موجود تھا۔ جنکو بطور نظیر کے پیش کیا ہے ایک خبر کی تحقیق و تصدیق اور راوی کی صداقت کیطرف ذرہ بھی توجہ اپنے دوسرے ہمعصروں کو [illegible] چاہتے ہیں۔ کیا آپ اپنے اخبار میں آگے ملحوظ رکھتے ہیں۔ اگر آپ کا قول و فعل ایک ہی ہے اور آپ دیگران را نصیحت و خود را فضیحت کے مصداق ہونا پسند نہیں کرتے تو خدارا بتاؤ تو سہی کہ حضرۃ مرزا صاحب اور انکی مشن کے متعلق جسقدر ریمارک آپکے اخبار میں درج ہوتے ہیں کیا آپنے پورا حق انکی تصدیق اور تحقیق کا ... ادا کر لیا ہوا ہے۔ کیا آپنے حضرۃ مرزا صاحب کی کل تصانیف کو شروع سے آخر تک دیکھا ہے۔ اور جو عظیم الشان مسائل متعلقہ صفات الٰہی و نبوۃ وغیرہ حل ہوئے ہیں کیا آپنے سلف صالحین کا مذہب انکے بارہ میں ٹٹول لیا ہے۔ یا کہ آپ صرف بلا تحقیق راویوں کی ہمزبان ہو کر [illegible] اور پوچ جو خیال آیا اسی درج اخبار کردیتے ہیں تازہ مثال موجود ہے کہ ۵ر جولائی کے روزانہ میں کسی نعوذ باللہ کی مراسلت آپنے درج کی ہے۔ کیا آپکو علم ہے کہ اس [illegible] مسئلہ الہام کی نسبت خوب تحقیق کرلی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کیلئے یہ ہرگز جائز نہیں ہے کہ کسی [illegible] بلیغ شاعر کا کلام وہ دوسرے کو القا یا الہام کرے۔ اگر آپ ان تمام مسائل کی کماحقہ تحقیق و تصدیق کر کے اپنے نامہ نگاروں کے ہمزبان ہو کر اخباروں میں ریمارک کرتے ہیں تو فوراً شائع کر دیں۔ تاکہ پبلک کو انکی اس [illegible]

حیرت صاحب کے حیرت آمیز مضامین کی حقیقت

نمبر ۶

اگرچہ چنداں ضرورت تو نہ تھی لیکن یہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حیرت صاحب کی بعض نکتہ چینیوں پر جنہیں اس بھلے آدمی نے جان بوجھکر نا انصافی کی ہے غور کریں تا کہ ناظرین کو معلوم ہو جاوے کہ آجکل کے مدعیان رفارم کی کیسی حالت ہے اور وہ کسی کسی باطنی عیب کیوجہ سے نکتہ چینی کرتے وقت کس حماقت کے درجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ اپنے ہی مسلمات کی تردید کرنے لگتے ہیں۔ بغرض سہولیت ہم بحث کو بطریق قولہ اقول شروع کرتے ہیں۔

قولہ مرزا صاحب نے کئی ہزار روپیہ کا اشتہار دیدیا کہ جو کوئی اس کا (براہین احمدیہ کا) جواب دیگا ہم دیدینگے اس قسم کی تحریرات اور اشتہارات اگرچہ عوام الناس کو خوش کر دیتے ہیں مگر عالی ظرف اور متین اشخاص سخت حقارت سے دیکھتے اور سمجھتے ہیں اسکی ضرورت نہیں ہے کہ [illegible] دعووں سے اپنی قابلیت منوائی جاوے ...... الخ

اقول کیا یہ الٰہی حکم ہے یا آپ کے فرضی روح قدس کی یہ کوئی ہدایت ہے اگر یہ کوئی روح القدس کی ہدایت ہے تو آخر کب سے کیونکہ اس سے آپکی سابقہ خیالات کی تردید ہوتی ہے اگر ہماری بات کا یقین نہ ہو تو ذرا کرزن گزٹ کی ورق گردانی کرو۔ اپنی اس نکتہ چینی پر خود ہی تم نادم ہوگے منجملہ بہت سے موقعوں کے دیکھو گزٹ یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۳ء صفحہ ۲ کالم ۳ اسی پرچہ پر نہ صرف اس نکتہ چینی کی وجہ سے آپکو نادم ہونا چاہیے بلکہ اپنی خوش اخلاقی کی بھی ساتھ ساتھ داد دینی چاہیے اسموقعہ پر تمنے اڈیٹر پیسہ اخبار کو ان الفاظ میں مخاطب کیا ہے۔ "ہم علی الاعلان تجھے اور تیرے پردہ نشین حمائتیوں کو آگاہ کرتے ہیں کہ اگر ہماری کسی بات کا بھی جواب معتبر علماء اہل سنۃ کی اقوال سے دیدیا تو فی جواب سو روپیہ ہم تجکو دینگے اور اگر تجھسے اور تیرے پردہ نشین حمائتیوں سے جواب نہ بن آیا تو تو ...... پانچ روپیہ فی جواب حساب کرکے کسی

انجمن میں داخل کر دیجیو"

اب میاں حیرت ذرا آپ بتائیں کہ آپکے فرضی میصر آپکے اس دعوی کو کس نظر سے دیکھتے ہیں آیا حقارت سے دیکھتے اور ہنستے ہیں یا نہیں آپ ان متضاد خیالات کو کسطرح سے تطبیق دیسکتے ہیں یہ یاد رکھیں کہ نہ صرف اسموقعہ پر بلکہ آیندہ جو نظائر آپکے متضاد خیالات کے ہم پیش کرینگے انکو تواتر تک پہونچا دینے کے واسطے تیار ہیں اور آپ ہرگز ہرگز انکی تطبیق نکر سکینگے اسلیے اب ہم اس بات کے منتظر ہیں کہ آپ خوش نصیبی سے اپنی اغلاط سے رجوع کرتے ہیں یا بد نصیبی سے اسی پر اڑے رہتے ہیں اور وہ جو اغلاط سے رجوع کرنے کی بابت بڑی بڑی لن ترانیوں کے ساتھ دوسرونکو نصیحت کرتے ہو اپنی اُس قول کی کسدرجہ تک وقعت قائم رکھتے ہیں۔

قولہ آپ اپنی حالت ایسی بنائیے کہ خود لوگ آپکی طرف متوجہ ہوں نہ کہ آپ بالجبر انھیں اپنا مرید اور معتقد بنانا چاہیں + آپ اپنے دلکی قوت بڑھاتے صبر اور استقلال پیدا کرتے تو آپ ولی اللہ بنجاتے خلق خدا آپکی طرف رجوع کرتی اور قدم دھو دھو کر پیتی +

اقول لوگوں کے خود بخود متوجہ ہونے یا نہ ہونے کی آپ کو کیوں فکر پڑ گئی کیا آپ کو اپنے وہ الفاظ بھی یاد نہ رہے جو مولانا شہید کی تائید میں حیات طیبہ صفحہ ۱۴۳ پر لکھے ہیں۔ "بہرحال یہ ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ دنیا میں جو انسان بھیجا گیا ہے خواہ ادنی بنا ... کی یا عالی بنا ... کی اسے ضرور قوانین قدرت کی مطابقت کرنی پڑتی ہے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم آخر الزمان نبی تھے اور یہ ہمارا عقیدہ ہے اگر آپ کی خواہش ہوتی تو بلا زحمت اُٹھائے بھی خدا یہ قدرت رکھتا تھا کہ کفار کے دلونکو آپ کیطرف پھیر سکتا مگر منشاء الٰہی یہی سافظ ہوتا تھا اسنے نبی اور سب سے پیارے نبی کو مجبور کیا کہ قوانین قدرت کی پیروی کرے اور اُنپر اسی طرح پابند ہو جیسے عام آدمی ہوتے ہیں یہ بڑی حکمت تھی اگر یہ بات نہ ہوتی تو دنیا کا انتظامی ڈھانچہ کبھی کا توڑ مروڑ کر پھینک جاتا" پھر اسی کتاب کے صفحہ ۴۰ پر طویل بحث کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے "ہر کام بتدریج ہوتا ہے صدیوں کی خرابی صدیوں میں ہی دفعہ

ہو سکتی ہے یکایک کوئی شاک لائٹ بیز بیج ڈال نہیں سکتا اس امید پر کہ بار آور ہو اور جسکا یہ خیال ہے وہ ہوا پر نقش کرنا چاہتا ہے" اسی مضمون کے متعلق مسدس حصہ اول کا صفحہ ۶ بھی ذرا پڑھنا چاہیے جہاں سر سید اور حالی کو ہزاروں گالیاں دیکر یہی نتیجہ نکالا گیا ہے۔ اب رہی آپ کی وہ دلیل جو ۲۰ اپریل کے اخبار میں لکھی ہے یعنی یہ خیال کہ فیصلے سنۃ اللہ کے موافق سنائے جاتے رہے ہیں وہ مرزا صاحب پر صادق نہیں آئی یہ آپکی خوش فہمی ہے جسپر متوجہ ہونے کی چنداں ضرورت نہیں۔

قولہ مقدس اور معزز خطاب ام المومنین کا اپنی بیوی کے نام کے ساتھ استعمال نہ کرنے دو۔

اقول اگر اپنی طرف سے ایک حرف نہ لکھا جاوے اور مقدمہ تفسیر اور اخبار کے مختلف نمبروں کے بعض عبارتیں بعینہ لکھدی جاویں تو آپکی اس خوش فہمی کی بھی قلعی کھل جاتی ہے لیکن صرف ایک نظیر ہم دیتے ہیں جو گزٹ مورخہ ۱۰ مئی سنہ ۱۹۰۳ء صفحہ ۳ کالم ۳ پر لکھی ہے اور وہ یہ ہے "روپیہ جو نہایت ذلیل چیز ہے اسکی خاطر تم تمام مصلحان قوم بلکہ کل انبیا علیہم السلام کی ماؤں اور عالم کے مجازی خالق پر یہ ظلم توڑتے ہو۔ حیف صد حیف"

کیوں میاں حیرت جبکہ ہر ایک عورت کو خواہ وہ تنبولن تنبولن بھٹیاری سا منتی سخنی قصائی [illegible] وغیرہ وغیرہ ہو جنکی حقارت تم اسی اخبار کے متعدد کالم میں کر چکے ہو تمھارے نزدیک تمام مصلحان قوم بلکہ کل انبیا علیہم السلام جنمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں انکی ماں اور عالم کے مجازی خالق کہنا جائز ہے تو احمدی جماعت نے اگر اپنے پیشوا کی بیوی کو ام المومنین کہکر پکارا تو اس نے کیا گناہ کیا اور اس سے آپ کے کیوں مرچیں لگیں۔ اگر مختصر تحریر سے آپکے دل میں کچھ اگر مگر باقی رہے تو اس طرح رکھیے پھر کہ پوری [illegible] بھیج کیجیے ابھی اور وہ پردہ جو ابتک پڑا ہوا ہے بالکل اُٹھا دیا جاوے گا +

قولہ انجیل کے مسیح کو علانیہ گالیاں دیجاتی ہیں ...... الخ

اقول سمجھ میں نہیں آتا کہ حیرت صاحب کے علوم متعارفہ کے موافق (جن علوم متعارفہ کا جا بجا اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے) گالیاں کسکو کہتے ہیں ہم ان گالیوں کی حقیقت کا پردہ آیندہ ایک مفصل مضمون میں اچھی طرح سے اُٹھائینگے لیکن فی الحال صرف یہ دریافت کرتے ہیں کہ آیا وہ ذیل کی عبارت جو

شمس الدین

سیرۃ الرسول کے صفحہ سو پر لکھی ہے آپ کے نزدیک گالیوں میں داخل ہے یا نہیں؟" ہم اس رمز کو سمجھ گئے کہ انجی (مسیح؟) اپنے خداوند مسیح کے مقابلہ میں یہ بات بنائی ہے جسطرح انکے خداوند حضرت یحییٰ کے وعظوں میں جاتے اور نصیحت کی باتیں سنتے سنتے خود جوش میں بھر کے منادی کرنے لگے اور آسمانی بادشاہت کا راگ گانے لگے تھے اسی طرح وہ اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرنے لگا مسیح علیہ السلام کی انجیلی حالت کو دیکھا جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ فقرہ کہ آسمانی بادشاہت قریب ہے حضرت مسیح نے یحییٰ سے اڑایا تھا۔"

بنیر یہ ذیل کی سرخیاں جو مقدمہ تفسیر کے صفحہ ۱۳۱ سے شروع ہوتی ہیں۔ مثلاً "حضرت مسیح کا تشدد اور خونخواری"۔ "حضرت مسیح کا اخلاق"۔ "حضرت مسیح کی فرضی بخشش"۔ "حضرت مسیح اپنے نیک ہونے سے انکار کرتے ہیں"۔ "حضرت مسیح کا مایوسانہ اور خوف سے بھرا ہوا وعظ" وغیرہ وغیرہ آیا یہ گالیاں ہیں یا نہیں ہیں یہ دریافت کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ ہم اس بارہ میں مفصل بحث کرنی چاہتے ہیں بہتر ہو کہ یہ معلوم ہو جاوے کہ جبرتی علوم متعارفہ کی رو سے گالیاں کسکو کہتے ہیں تمھاری التصانیف کے متضاد دیا نہ بات کا فیصلہ نہیں کر سکتے کیونکہ جس قدر مغلظات گالیوں کا دفتر ان میں ملتا ہے وہ شاید آجتک کسی اور کی تحریر میں ممکن ہی نہیں کہ مل سکے علاوہ ازیں بعض باتوں کو ایک جگہ تم گالی تعبیر کرتے ہو جب وہ کسی غیر کیطرف منسوب کی جاوے اور اپنے تئیں سب کچھ روا ہو جاتا ہے مثلاً گزٹ مورخہ یکم جون ۱۹۰۹ء میں سیرۃ پر اسوجہ سے تبرا بھیجا ہے کہ انھوں نے صحابہ کو اونٹ چرانے والا کہا تھا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بیسیوں جگہ الفاروق اور سیرۃ محمدیہ میں صحابہ کو اونٹ چرانے والا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو کمبل پوش لکھا ہے اور اس موجودہ سلسلہ مضامین میں بھی اپنی خوش فہمی کی بانگی دکھائی ہے اور اپنی منہ زوری سے جابجا بہت کچھ اس بارے میں کھینچ تان کی ہے کہ گویا نعوذ باللہ مرزا صاحب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں " اسوجہ سے وہ اپنی جماعت علیحدہ بناتے ہیں اور دوسرے مسلمانوں کے مقابلہ میں اپنی جماعت کو محفوظ رہنے کا اعلان کرتے ہیں"، لیکن آپ کی ان لغویات سے ہوتا ہی کیا ہے ہزار پردے ڈالے جاویں لاکھ جتن کیے جاویں لیکن حقیقت چھپی نہیں رہتی۔ آپ کے دلکی وہ حقیقی ظلمت جسے چھپانے کی بہت ہی کوشش کرتے ہو ہرگز ہرگز چھپی نہیں رہ سکتی ہے تمھاری تحریر میں بہت ایسے مقامات ایسے ملتے ہیں کہ ان میں کھینچتان کرنیکی کچھ بھی ضرورت نہیں ہوتی ہے صاف طور پر واضح الفاظ میں رسول صلعم کی توہین کی جاتی ہے مثلاً سیرۃ محمدیہ میں اور اخبار میں سیکڑوں جگہ ایسی ہیں (منجملہ انکے گزٹ مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ کالم ۲) جہاں لکھا ہے کہ نعوذ باللہ "رسول صلعم کو کئی کئی وقت گذر جاتے تھے کہ جو کا دلیا بھی آپکو نہ ملتا تھا اور آپ پیٹ سے پتھر باندھ لیا کرتے تھے اور حضرت صدیق اکبر کی بھی یہی حالت تھی" یہ الفاظ اکثر تمنے اپنی تحریرات میں آٹھ جگہ لکھے ہیں اس سے ہر ایک شخص اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ یہ واقعہ خواہ درست ہو یا نہ ہو ایک مسلمان کا دل کب گوارا کر سکتا ہے کہ ان کلمات کو دہرایا جاوے ہم اسکا انصاف محض جیرت صاحب پر چھوڑتے ہیں کہ آیا ایسی حرکتیں کرنیوالے رسول صلعم سے محبت رکھ سکتے ہیں تمنے خود خلافت شیخین میں جہاں ان حدیثوں کا ذکر کیا ہے جنسے شیعہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ شیخین نے اہل بیت سے بدسلوکی کی تھی طویل بحث کے بعد لکھا ہے کہ کیا کوئی شیعہ اپنی ماں باپ کا ذکر ان الفاظ میں کر سکتا ہے اسطرح سے اور اسی دل کے ساتھ اگر ان الفاظ پر نظر ڈالو گے تو خیال کر سکتے ہو کہ جب یہ الفاظ تمکو اپنے ماں باپ کے ساتھ استعمال کرنے میں تامل ہو گا تو رسول صلعم کے بیان میں تو ضرور ہی تامل کرنا چاہیے تھا لیکن نہیں اندرونی حالت کا عکس ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس مضمون کے متعلق چند نظائر میں اور دیا چاہتا ہوں جن سے ابھی اس سرکشی کا جو رسول صلعم کیطرف سے تمکے دلمیں ہے پورا پتہ لگتا ہے۔

پہلی نظیر۔ گزٹ مورخہ یکم مئی سنہ ۱۹۰۹ء میں رسومات کی بابت بحث کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ جو رسوم رسول صلعم نے نہیں کیں انکا کرنا سرکشی ہے لیکن جب حافظ نے خطا کی تو اسی سلسلہ مضامین میں شادی بیاہ وں کے سہرے باندھنے کی رسم اور چند اور رسمونکو بھی جائز کر دیا اسکے علاوہ یکم فروری سنہ ۱۹۰۹ء کے گزٹ میں بھی ان رسومات کی تعریف کی ہے ان اختلاف خیالات کی وجہ معلوم کرنیکی جب ہمنے کوشش کی تو مضامین کے سیاق سے یہ معلوم ہوا کہ جسوقت نصیحت بازی کا شوق ہوا اسوقت تو تمام رسوم وغیرہ کے ترک کرنیکی بابت زور دیا گیا ہے کیونکہ اس میں حرج ہی کیا ہوتا تھا زبان اور قلم ہی ہلانی تھی لیکن جب دوسرے بعض پہلوؤں کا خیال آگیا اور عقل کی ایجادی قوت کی تعریف کرنے کی ضرورت پڑی نیز یہ خیال دامنگیر ہوا کہ کل یہی معاملات میرے ساتھ بھی پیش آوینگے تو اسوقت اس نصیحت بازی کو بالائی طاق رکھدیا اور اسکا خیال نہ آیا کہ ایسی حرکت رسول صلعم سے سرکشی ہے۔

دوسری نظیر وہ ہے جو مال و دولت اور مفلسی کے متعلق ہے مثلاً مسدس کے صفحات ۶۷ - اور ۱۷ پر اور حیات طیبہ صفحہ ۹۰ - نیز کرزن گزٹ مورخہ ۸ جون سنہ ۱۹۰۹ء پر تو اسبات کا اظہار ہے کہ رسول صلعم کی ہمیشہ غربت اور بے زر ہونے کی دعا تھی اور اس سے نفرت تھی اسلیے اگر رسول صلعم سے کسیکو محبت ہو تو اسے اس دولت سے اسطرح بھاگنا چاہیے جسطرح کمان سے تیر لیکن جسوقت مقدمہ تفسیر لکھنے بیٹھے اسوقت صاف الفاظ میں یہ کہدیا کہ دولت کی مذمت معترض اور قلابیح کرتے ہیں (دیکھو مقدمہ صفحہ ۵۸۷) کی اس موجودہ مضمون میں بھی ایسا ہی کیا ہے کہ مسلمانوں کے پاس دولت نہ ہونے اور انکی مفلسی کا رونا رویا ہے لیکن جسحالت میں کہ رسول صلعم کے ہمیشہ مفلس اور بے زر رہنے کی دعا تھی اور نعوذ باللہ آپ کی یہ حالت بھی ایسی تھی کہ کئی کئی وقت کھانا تک نہ ملتا تھا اور جسطرح نے جو کچھ دولت کمانے کی بابت کہا تھا وہ انکی غلطی تھی یا سرکشی تھی تو آپ نے کیوں اس قسم کی سرکشی اختیار کرنی شروع کر دی۔

تیسری نظیر مولود شریف اور بدعت ہی ومدرک (حسنہ مقدمہ صفحہ ۱۰) حیات طیبہ میں بھی اسپر بہت طولانی بحث کی ہے لیکن کرزن گزٹ مورخہ ۲۳ مئی ۸ - اگست نیز ۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء میں اسکی تعریف کی جو بہت ہی کہ یہ بھی لکھا ہے کہ ہم خود مولود کی مبارک تقریب میں شریک ہوتے تھے کیا یہ رسول صلعم کی سرکشی نہیں ہے کہ ایک فعل کو ایکوقت شرک و بدعت لکھدیا اور دوسری دفعہ بعض اغراض کیوجہ سے اسمیں شریک ہوگئے اور مدح سرائی کے لیے موجود۔

چوتھی نظیر۔ گلستان اور بوستان کو دستور العمل بنانے کی لیے مسلمانوں کو بہت تاکید کی ہے (گزٹ ۲۳ فروری سنہ ۱۹۰۹ء) کیا قرآن اور حدیث کافی نہیں ہے جو ایسی سرکشی کر کے دوسروں کو بھی گمراہ کرنا شروع کیا ہے۔

پانچویں نظیر۔ الفاروق صفحہ ۱۰۳ حضرت عمر اور رسول صلعم میں جب بعض امور میں اختلاف ہوتا تو وحی کا فیصلہ عمر کے حق میں ہوتا تھا۔

چھٹی نظیر حیات سعدی صفحہ ۹۵ پر لکھا ہے بہشت

اور دوزخ کے مسائل فضول اور لایعنی ہیں کیا یہی محبت رسول ہے جو ایسے کلمات منہ سے نکلتے ہیں۔

ساتویں نظیر بجائے اسکے کہ قرآن اور احادیث کی اشاعت کی جاتی تمنے انکی بجائے میری نصیحتوں کی سرخی سے مسلسل طویل مضمون لکھے تھے اور انکی بابت انتہا درجہ زور دیا تھا کہ انکو اپنا دستور العمل بناؤ اور جسطرح سے دہلی کے بعض بے ملک نواب اور شاہزادے اپنے ملازمین یا فرضی رعیت پر حکومت کرتے ہیں تمنے بھی جابجا لکھا تھا کہ یہ میں بہت زور سے کہتا ہوں تمھیں اسپر عمل کرنا چاہیے اور میں یہ کرنیکے واسطے تمکو حکم دیتا ہوں وغیرہ وغیرہ کیا یہ رسول صلعم سے سرکشی نہیں ہے۔

آٹھویں نظیر وہ ہے جو آپنے بعض اسلامی مسائل کی تحقیر کی ہے جنکا قرآن شریف تک میں ذکر ہوا ہے مثلاً یہ کہ "تقدیر کا مسئلہ کوئی اہم مسئلہ نہیں ہے" اور "طہارت جزو اسلام نہیں ہے" (مقدمہ صفحات ۹۳ و ۲۹۹) اسی طرح سے وضو وغیرہ کے مسائل پر بھی جابجا ہنسی اڑائی ہے اسپر فرصت ملی تو ہم انشاء اللہ مفصل بحث کرینگے +

نویں نظیر وہ ہے جو آپنے چھٹی نصیحت میں جو گزٹ مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۰۲ء پر بیان کی ہے لکھا ہے کہ "تمھارے آقائی نامدار نے اہانت کا فیصلہ کر دیا ہے کہ جو شخص مسلمانوں کی اہانت کرے وہ ہرگز مسلمان نہیں ہے" لیکن تمنے ہندوستان کے کسی مسلمان کو بھی نہ چھوڑا ایک ایک کو ایسے ایسے مغلظات گالیاں دی ہیں کہ شاید تیرہ سو برس میں کسی ایسے شخص نے جو ریفارمر ہونے کا بھی مدعی ہو نہ دی ہونگی اس کی پوری بحث بھی آیندہ اپنے موقعہ پر کرینگے۔

دسویں نظیر وہ ہے جو خلافت شیخین کے صفحہ ۲۳ کے پڑھنے سے معلوم ہوتی ہے جہاں لکھا ہے کہ معاملات دنیا میں رسول صلعم سے بھی غلطی ہوئی ہے اور اس کا بیان صحیح احادیث میں موجود ہے،،

تلك عشرة كاملة

یہ گستاخی جو تمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کی ہے بہت بڑی ہے اسوجہ سے کہ معلوم ہوتا ہے تمنے دیدہ و دانستہ اور عمداً یہ گستاخی کی ہے کیونکہ مقدمہ تفسیر کے صفحہ ۶۲ پر تمنے یہ لکھا ہے "ای انبیا کے سرتاج تیرا کوئی فعل کوئی کلام کبھی بغیر وحی کے نہیں سنا گیا تیرا اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا کھانا پینا وحی کی آمیزش سے خالی نہ تھا ... الخ" اب گویا اپنے قول سابقہ میں تمنے روح القدس یا رسول صلعم کی کچھ پروا نکی اور ہادی برحق صلعم کی غلطیاں گنوانے لگے کیا یہ سرکشی نہیں ہے۔

یہ مختصر اشارات تمھاری ہدایات کے لیے لکھی ہیں اگر تمھاری طرح سے فضول گوئی کی جاوے تو ہر ایک نظیر کے بیان کرنے اور اسپر تفصیل سے بحث کرنے میں کالم کے کالم سیاہ کر دیے جا سکتے ہیں + اب اس پر کہ ہم آخری تحریک پر ختم کرتے ہیں اور یہ تحریک دراصل ایک عجیب لطیفہ ہے جو جیرٹ کی لغو تحریرات سے ہی پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم جیرٹ سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ تم جو مسلمانوں کی بھلائی اور بہبودی کی کوشش کرتے ہو کیا تم مجنون ہو اور مرزا صاحبؑ پر جو تم کمر بستہ ہوئے ہو کیا یہ کسی اندرونی حسد کی وجہ سے ہے یا کچھ اور اسکا سبب ہے اگر اسکا جواب آپکی طرف سے نفی میں دیا جاوے یعنی یہ کہ نہ تم مجنون ہو اور نہ حاسد ہو تو پھر تمہارے ہی قول کے موافق تمھارے مسلمان ہونے میں شک ہے اور یہ بات خود تمھاری ہی منطق سے ظاہر ہوتی ہے اگر یقین نہ ہو تو ذیل کے موقعوں کو غور سے پڑھو (گزٹ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱ کالم ۲) "ہندوستان کے مسلمانوں سے اہانت کا ثبوت دیا ہے کہ وہ مٹ کے رہیں گے اور جو شخص انکے مٹنے سے بچانیکی کوشش کرے وہ مجنون ہے" نیز دیکھو (گزٹ مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۳ کالم ۱) "ہندوستان کے مسلمانوں میں حسد کا زہر دوڑ گیا ہے اور ایک متنفس بھی اس سے خالی نہیں ہے ہاں کمی بیشی کا فرق ممکن ہے اگر ایک مسلمان یہ کہتا ہے کہ میں حاسد نہیں ہوں تو ہمیں قطعی اسکے مسلمان ہونے میں شک ہو جاویگا۔ باقی آیندہ

(راقم ایک احمدی)

قرآن مجید کا عملی صورت میں نزول

معزز ناظرین! آپنے یہ خبر بعض اخبارات میں پڑھی ہوگی۔ ۲ مارچ کو بارش کے بعد ضلع گجرات موضع جمالپور کے پاس زعفران کا ایک بگولہ گذرا ہے جسنے تمام گاؤں کے جھونپڑوں اور گھروں کا صفایا کر دیا چھتیں اڑ گئیں اور دیواریں گر پڑیں راستہ میں جو درخت آیا کنواں یا مکان آیا بس اسے اڑا دیا۔ یہ بالکل سچ ہے اور ہمسے چند ایسے لوگوں نے بیان کیا ہے جنھوں نے بچشم خود اس عذاب آلہی کو دیکھا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ قرآن مجید کا عملی صورت میں نزول ہو رہا ہے۔ اس سے پہلے ہمنے صرف قرآن مجید ہی سے معلوم کیا تھا کہ اللہ تعالی اپنے ایک بندہ کو اصطفا و اجتبا کا درجہ دیکر اسپر وحی نازل کرتا ہے اور وہ مامور ہو کر لوگونکو ہدایت کیطرف بلاتا ہے کچھ سعید الفطرت ساتھ ہوتے ہیں اور اکثر مخالفت پر کمر باندھتے ہیں اب ہمنے اپنی آنکھوں سے خدا کے برگزیدہ رسول کو دیکھ لیا اور وہ تمام ایمانی حصہ واقعات کے رنگ میں آگیا۔ ایسے ہی قرآنی آیات میں پڑھتے تھے کہ اسطرح عذاب آیا کرتی تھے کہ رات کو بھلے چنگے سوے اور صبحکو مردے پائے گئے سو اب ہمنے اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھ لیا۔ اللہ تعالے کی بڑی رحمت ہے کہ اسنے اگلی باتونکو ہم قصوں کے رنگ میں نہیں رہنے دیا بلکہ واقعات کی صورت میں دکھا دیا کچھ عرصہ ہوا ایک گروہ نے **فاصبحوا فی دارهم جاثمین** پر اعتراض کیا تھا کہ یہ کیسطرح ہو سکتا ہے اب تو یہ اعتراض اٹھ گیا۔ طاعون کی خوفناک تباہی سے کون آگاہ نہیں۔ آجکل ضلع گجرات کے مغربی حصہ میں بڑا بربادی بخش نظارہ پیش نظر ہے چنانچہ کل خبر ملی ہے کہ گاؤں کا گاؤں مردہ پایا گیا۔ استغفر اللہ باوجود ان باتوں کے بڑے سخت افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ مطلق خدا سے نہیں ڈرتے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ ہمپر یہ عذاب کیوں ہے **ما كنا معذبين حتى نبعث رسولا** یعنی ہم عذاب نہیں بھیجتے جب تک کوئی رسول نہ بھیج لیں۔ پر نظر ہوتی تو انھیں فوراً سمجھ آجاتی۔ چونکہ مغربی (جنھیں ہم ہندے دے کہتے ہیں) نسبتاً جاہل اور اکھڑ اور سخت گیر ہیں اسلیے ہم حیران تھے کہ وہاں کسطرح مسیح موعود کے مقاصد کی تبلیغ ہوگی خدا نے عجیب رنگ میں تبلیغ کے سامان پیدا کیے ہیں اب ضرورت ہی ہے بات کی کہ اسطرف کچھ البدر مفت جاری کرائے جائیں تاکہ انھیں معلوم ہو کہ ہمپر یہ عذاب کیوں ہے مشکل تو یہ ہے کہ وہ لوگ تعلیم یافتہ نہیں دوسرے ان میں اگر کوئی پڑھا ہوا ہے تو وہ ساتھ ہی یہ عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ غیر مذاہب کی کتابیں نہیں دیکھنی چاہییں خیر پھر بھی اپنی طرف سے کوشش کرنی چاہیے + (احمدی گجراتی)

شمس الدین

محبین توجہ فرمائیں

اصطلاحات شیعہ میں یہ بات مشہور اور زبان زد عوام و خواص ہو رہی ہے + روزہ نماز بندگی تو فرض عین ہے + جنت اُسے ملے جو محب حسین ہے + بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے + زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے + شیعہ میں ہوا دار اور محب اور مومن لازم ملزوم سمجھے جاتے ہیں + مسلمانوں میں قول فیصل ..... صرف قرآن مجید ہی ہے اسکو حاکم اور عادل نہ سمجھنا ناحق کا جھگڑا بڑھاتا ہے - اگر قرآن شریف اور اسکے مطابق احادیث پر عمل کیا جاوے تو کوئی تنازع اسلام میں باقی نہیں رہتا - میں نے جو کچھ لکھا ہے اسی مسلمہ قاعدہ کے مطابق لکھا ہے جو شخص جواب دینا چاہے وہ بھی اس قاعدہ سے باہر نہ ہو - محبت کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً یحبونہم کحب اللہ والذین اٰمنوا اشد حباً للہ ولو یری الذین ظلموا اذ یرون العذاب ان القوۃ للہ جمیعاً وان اللہ شدید العذاب - اذ تبرا الذین اتبعوا من الذین اتبعوا وراوا العذاب وتقطعت بہم الاسباب وقال الذین اتبعوا لو ان لنا کرۃ فنتبرا منہم کما تبراوا منا کذلک یریہم اللہ اعمالہم حسرات علیہم وما ہم بخارجین من النار پ ۲

اور بعض لوگوں میں ایسے بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے شریک بنا کر ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی کہ اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہیے حالانکہ مومن کی شان یہ ہے کہ اسکو اللہ تعالیٰ سے اشد درجہ کی محبت ہو - کاش یہ ظالم آج ہی وہ دن ملاحظہ کریں جو آئندہ کو عذاب دیکھیں گے تو معلوم کر لیویں کہ سارا زور اور تمام قوت اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے جبکہ مخدوم اور مطاع اپنے خادموں اور مطیعوں سے بیزار ہو جاوینگے اور عذاب دیکھ لیں گے اور سارے علاقے ٹوٹ جائیں گے اور خادم اور مطیع کہیں گے کاش اگر ہمکو پھر دنیا میں واپس جانا میسر آوے تو ہم بھی ان سے ایسے ہی بیزار ہوں جیسے آج یہ ہم سے بیزار ہو گئے ہیں - غرض اسی طرح انکو اللہ تعالیٰ انکے اعمال دکھلا دکھلا کر حسرت دلاوے گا اور وہ آگ سے نہیں نکل سکیں گے +

اب ذرا کھول کر بیان کرتا ہوں کہ بموجب آیت ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون - انسان کا اصل کام اور بہبودی اور بھلائی اور کامیابی اسی میں ہے کہ ہمہ تن اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھویا جاوے - لیکن دیکھو پھر بھی بعض ایسے بیوقوف ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے برابر غیر اللہ کو سمجھکر اُن سے لوگ ایسا محبت کا دم بھرتے ہیں اور اس قدر پیار جتاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ سے کرنا چاہیے حالانکہ مومن کی اصلی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو جاوے اور اپنے معبود برحق قادر مطلق سے ایسا گاڑھا پیار اور اُنس اور تعلق پیدا کرے کہ باقی رشتوں میں کوئی نظیر اسکی نہ مل سکے افسوس ہے باوجود سمجھانے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ دیکھنے کے بھی وہ نہیں مانتے - کاش وہ ظالم جو حقوق اللہ چھین کر غیر اللہ کے گلے مڑھتے ہیں اُسوقت کو ذرا خیال میں لاویں جس وقت عذاب الٰہی دیکھیں گے تو ابھی معلوم کر لیویں کہ واقعی اور حقیقی طور پر ساری طاقتیں اور قوتیں اللہ تعالیٰ ہی کو زیبا ہے اور اللہ تعالیٰ فی الحقیقت سخت عذاب کرنیوالا ہے جب دوسرے عالم میں مخدوم اور پیشوا لوگ جو لوگوں کا مال لوٹ لوٹ کر کھاتے تھے اور طرح طرح کی امیدیں اپنے مریدوں اور پیروؤں کو دلاتے تھے اصل حال دیکھکر اور قسم قسم کے عذابوں اور انواع انواع کی جواب دہیوں میں مبتلا ہو کر اپنے پیروؤں اور مریدوں خادموں سے بیزار ہو جاوینگے اور وہ سب باہمی رشتے اور علاقے اور نسبتیں جو جھوٹھ موٹھ اپنی طرف موسوم اور منسوب کر رکھی تھے وہ سب ٹوٹ ٹاٹ جاوینگے اور مرید اور پیرو اور محب لوگ یہ حال دیکھکر اور اپنی ساری خیالی امیدوں کو یاس اور نا اُمیدی سے بدلا ہوا ملاحظہ کر کے بہت ہی پچتائیں گے اور چلا چلا کر کہیں گے - کاش اگر ہمیں دوبارہ دنیا میں جانا میسر ہووے تو ہم بھی ان پیروں پیشواؤں سے ایسے ہی بیزار اور کنارہ کش ہو جاویں جیسے یہ لوگ آج ہم سے بیزار اور علیحدہ ہو گئے ہیں - غرض اسی طرح اللہ تعالیٰ پیر پرستوں - گور پرستوں - تعزیہ پرستوں - حسین پرستوں بلکہ ہر ایک قسم کے شرک و بدعت میں ملوث ہونیوالوں کو حسرت اور افسوس دلانے کے لیے آہستہ آہستہ ان کے سارے اعمال باری باری دکھلاوے گا تاکہ انکو معلوم ہو کہ ہم نے کیسی بیوقوفی کی اور قرآن مجید کے احکام اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اور اُسوہ چھوڑ کر کیا غضب ڈھایا - اور انکا آگ سے نکلنا ناممکن ہے - یہ خوب یاد رکھو کہ محبت اور پیار اور الفت اور اُنس کی دو قسم ہیں ایک تو اللہ تعالیٰ کی طرف - دوسری اُسکی پیدائش اور مخلوق کے ساتھ بلکہ جب تک یہ دونو قسم کا اُنس جمع نہ ہو انسان انسان نہیں کہلا سکتا مگر ع گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی + حقوق اللہ کو حقوق عباد سے کیا نسبت - ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک - پیروں - اماموں - ہادیوں - مرشدوں - رہبروں کی محبت صرف نمونہ دیکھکر اُنکے قدم بقدم چلکر پروردگار عالم کی محبت میں کھویا جانا اور فنا ہو جانا انسان کا مقصود بالذات ہے نہ یہ کہ رہبروں - ہادیوں - اماموں - پیشواؤں کا ذکر و مذکور - ثنا خوانی اور مدح سرای - قصہ اور کہانی ایسے پیرائے اور ڈھنگ سے کی جاوے کہ صریح اللہ تعالیٰ کے احکام میں فرق آنے لگے اور ایک ادنیٰ سمجھ کے آدمی کو بھی ظاہر ظاہر اللہ تعالیٰ کی عدول حکمی دکھلائی دیں - غرض اس تفسیر اور تقریر سے ایک مومن دانا اور مسلمان فہیم اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ محبت کے کیا معنی ہیں اور اسکا استعمال کسطرح کرنا چاہیے اور شیعہ جو محبت محبت کا وظیفہ ہر وقت کرتے رہتے ہیں وہ قرآن مجید اور رسول پاک اور اہلبیت اور صحابہ کے نمونہ اور اُسوہ کے مطابق ہے یا نہیں +

جی - ڈی - احمدی رہتاسی - ۴ر اکتوبر سنہ ۰۳ء

فیضانِ احمدی

میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھکر واسطے فائدہ مسلمان بھائیوں کے اس معجزہ کو بیان کرتا ہوں تاکہ کوئی بھائی فائدہ اُٹھا دے اور وہ یہ ہے کہ میری اہلیہ گیارہ سال سے ایسی بیماری میں مبتلا تھی کہ جس کے واسطے میں کئی حکیموں کی دوائیاں اور ڈاکٹروں سے علاج کرا چکا تھا مگر کوئی فائدہ کسی علاج سے نہیں ہوتا تھا اور میرے نانا صاحب بھی کامل حکیم تھے اور بندہ بھی طبابت و حکمت کے علم سے واقف ہے کوئی کوشش کارگر نہ ہوئی - لیکن جب مولا کریم نے مجھے بذریعہ خواب و مطالعہ کتب مسیح موعود راہ راست دکھلایا تو بوقت بیعت خاکسار نے حضور میرزا غلام احمد صاحب کی خدمت میں پہونچایا اور اپنی اہلیہ کیواسطے بوقت بیعت عرض کی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہفتہ وار ہمیں خط سے یاد دلاتے رہو یہانتک کہ تمہاری اہلیہ اچھی نہ ہو جاوے خداوند کریم نے حضور کا معجزہ دکھلایا اور میرے گھر بیٹا پیدا ہوا الحمد للہ علیٰ ذالک -

خاکسار حکیم محمد قاسم فیول کلرک لالہ موسیٰ - ۲۰ مئی سنہ